یا اللہ عزوجل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دار الافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

Noor Masjid Kagzi Bazar
Mithadar, Karachi.
www.ishaateislam.net
021-32439799

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حدیث مبارکہ جو کتاب مُصنَّف ابن ابی شیبہ میں لکھی ہوئی ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاکر انہیں دھمکی دی تھی کہ اب اگر یہ دیگر لوگ آپ کے گھر پر جمع ہوئے تو میں گھر کو جلا دوں گا۔ حدیث درجِ ذیل ہے: حدثنا محمد بن بِشْرِ نا عُبید الله بن عمر حدثنا زيد بن أسلم عن أبيه أسلم أَنَّهُ حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلانِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَالِكَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ، فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا مِنَ الْخَلْقِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَينا مِنْ أَبِيكِ، وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبُّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ، وَايْمُ اللهِ مَا ذَاكَ بِمَانِعِيَّ إِنِ اجْتَمَعَ هؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ أَنْ آمُرَ بِهِمْ أَنْ يُحَرَّقَ عَلَيْهِمُ الْبَيتُ، قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاؤُوهَا فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحْرِقَنَّ عَلَيكُمُ الْبَيْتَ، وَايْمُ اللهِ لَيُمْضِيَنَّ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ. فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ، فَرُّوا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ، فَانْصَرَفُوا عَنْهَا وَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ.

یعنی: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہما رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس آنے جانے لگے اور ان سے مشاورت کرنے لگے اور اپنے معاملے میں ان سے رجوع کرنے لگے پس جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر خدا کی قسم! تمام مخلوق میں ہمیں تمہارے والد سے زیادہ کوئی محبوب نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں خدا کی قسم! اگر یہ آپ کے پاس دوبارہ جمع ہوئے تو مجھے یہ بات اس سے مانع نہیں ہوگی کہ میں لوگوں کو حکم دوں اور ان تمام افراد پر گھر کو جلا دیا جائے راوی کہتے ہیں کہ بس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے تو یہ سب حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے خُدا کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر تم لوگ دوبارہ جمع ہوئے تو وہ ضرور تم پر گھر جلا دیں گے اور خُدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ اس کو ضرور پورا کریں گے پس آپ حضرات ہدایت یافتہ ہو کر لوٹ جائیں اور اپنی رائے کو دیکھ لیں میری طرف واپس نہ آنا چناں چہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے اور جب تک ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس نہیں آئے۔ (مُصنَّف ابن ابی شیبہ، حدیث: ۳۸۲۰۰)

سوال یہ ہے کہ حدیث مذکور میں اہل سنت کا موقف کیا ہے؟ (سائل: محمد رضوان، لیاری، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں حدیث مذکور اہل سنت کے نزدیک مسلّم نہیں ہے کیونکہ اس میں کئی طرح کی خرابیاں پائی جاتیں ہیں۔ مثلاً: (1) راوی کے بعد سند کا منقطع ہونا۔ (2) حدیث مذکور کے الفاظ اور دیگر کُتبِ احادیث کے الفاظ میں تضاد ہونا۔ (3) حدیث مذکور خود آیتِ قرآنیہ اور صحیح احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اور یہ کتاب (مصنّف ابن ابی شیبہ) مُحدِّثین کی اصطلاح کے مطابق مُصَنَّف ہے اور مُصَنَّف وہ کتاب ہے کہ جس میں صحیح، ضعیف، مرفوع، موقوف اور مقطوع احادیث ہوتی ہیں۔ لہٰذا پہلے ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک مُصَنَّف سے کیا مراد ہوتا ہے؟ چناں چہ شیخ محمود طحان متوفی ۱۴۴۴ھ لکھتے ہیں: المصنَّف فِي اصطلاح المُحدثينِ هُوالكتابُ المرتبُ عَلى الابوابِ الفقهيةِ، وَالمُشتملُ عَلى الاحاديثِ المرفوعةِ وَ المَوقوفةِ و المقطَوعةِ. اى فيه: الاحَادِيث النَّبُوية، وَ اَقوَال الصحَابةِ، وفتَاوى التَابعينَ، وفتَاوى اتبَاع التابِعينَ أحياناً. (اصول التخريج و دراسة الأسانيد، الفصل الرابع، التعريف بالمصَنَّفات، ص: 118، مطبوعة: مكتبة المعارف، الطبعة الثالثة: 1417ھ—1996م)

یعنی: علمائے حدیث کی اصطلاح میں مُصَنَّف حدیث کی ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احادیث ترتیب دی جائیں اور مُصَنَّف میں احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ شامل ہوتی ہیں۔ یعنی: اس میں احادیث نبوی اور اقوال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ بھی شامل ہوتے ہیں۔

<u>حدیث کے غیر مقبول ہونے کی پہلی وجہ یہ ہے:</u> کہ مذکورہ تعریف سے ایک بات تو یہ واضح ہوئی ہے کہ اس (مُصَنَّف) کتاب میں مرفوع احادیث کے علاوہ مقطوع احادیث بھی شامل ہیں اور یہ بات مسلّم ہے کہ کتاب مذکور میں صحیح، ضعیف، مقبول، غیر مقبول ہر طرح کی روایات موجود ہیں اور روایتِ مذکورہ میں سند کے آخری راوی (اسلم) اور اس واقعہ کے درمیان انقطاعِ زمانی پایا جاتا ہے، یعنی خود یہ راوی اس واقعہ کے وقت سرے سے موجود ہی نہ تھے اور جس سے انہوں نے سنا۔ وہ کون ہیں؟ اور کس درجہ کے ہیں؟ یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ حدیث منقطع ہے اور حدیث منقطع کا حکم یہ ہے کہ علماء کے نزدیک یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے جیسا کہ شیخ طحان لکھتے ہیں: المنقطعُ ضَعِيف بِالاتفاقِ بَينَ العلماءِ، وَذٰلكَ لِلجهلِ بِحالِ الراوِى المحذُوفِ. (تیسیر مصطلح الحدیث، ص: 54، مطبوعۃ: المدینۃ العلمیۃ، کراتشی، الطبعۃ الاولیٰ: 1436ھ—2015م)

یعنی: علماء کے نزدیک منقطع حدیث بالتفاق ضعیف ہے اور یہ حذف شدہ راوی کی حالت سے لاعلمی کی وجہ سے ہے۔

پس یہ روایت ضعیف اور اس باب میں واجب الرد ہے۔ ضعیف روایت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر طعن کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے فضائل قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے ثابت ہیں۔ اور حدیث ضعیف کا اعتبار فضائل اعمال میں ہوتا ہے۔

چناں چہ علّامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: فِي فضائلِ الأعمالِ يجوزُ العَملُ بِالحديثِ الضعيفِ. (رد المحتار على الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب: في المواضع التي يندب... إلخ، ۲/ ۶۳، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ھ-۲۰۰۰م) یعنی: فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: احکام کے بارے میں حدیث ضعیف کی روایت جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلاۃ، رسالہ: منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، 5/ 513، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن، لاہور، ۱٤۲۳ھ-۲۰۰۳م)

مزید یہ کہ وہ راوی (اسلم) تو مکہ میں تھے اور ۱۱ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام بنے اس وقت تک خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال بھی ہو چکا تھا لہٰذا راوی (اسلم) اس واقعہ کے وقت وہاں موجود ہی نہ تھے جیسا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں: أسلَم، مَولیٰ عُمر بن الخَطابِ...بَعَثَ أَبُو بكرٍ عُمر بن الخطابِ سَنةَ إحدَى عشرةَ ، فأقَام لِلناسِ الحَج،وَإبتَاع فِيهَا أسلَم.ملخصاً(التاريخ الكبير،باب أسلم،برقم:١٥٦٥، ٢/ ٢٠،مطبوعة:دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعة الاولىٰ:١٤٢٢ھ—٢٠٠١م)

یعنی: اسلم، یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن 11 ہجری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تا کہ لوگ ان کی سربراہی میں حج ادا کر سکیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسلم کو اس سفر حج میں خریدا۔

<u>دوسری وجہ اس روایت کے غیر مقبول ہونے کی یہ ہے</u>: کہ حدیث مذکور کتاب "مُصَنَّف ابن ابی شیبہ" کے علاوہ دیگر کُتب احادیث میں بھی مذکور ہے مگر اُن روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر جلانے کی دھمکی والے الفاظ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔

چناں چہ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حدثنا محمد بن بِشْرٍ عن عُبيد الله بن عمر،عن زيد بن أسلَم،عن أبيه قال:(لما بويعَ لِأبِي بَكْرٍ بَعْدَ النبیﷺ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بنُ العَوَامِ يَدخُلاَنِ عَلَى فَاطِمَةَ فَيُشَاوِرُونَهَا،فَبَلَغَ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ:يَابِنتَ رَسُولَ اللهِ مَا أحد مِنَ الخَلقِ أَحبُّ إلَينَا مِن أَبِيكَ،وَ مَا أَحَد مِنَ الخَلقِ بَعدَ أَبِيكَ أحب إلَينَا مِنكَ،وَكَلّمَها فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُعَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَت: انصَرِفَا رَاشِدِينَ فَمَا رَجَعَا إلَيهَا حَتّى بَايَعَا.(فضائل الصحابة،من فضائل عمر بن الخطاب من حديث ابى بكر...الخ،برقم:١،٥٣٢/ ٤٤٥،مطبوعة:دار ابن الجوزي،الطبعة الربعة:١٤٣٠ھ)

یعنی: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہما رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس آنے جانے لگے اور ان سے مشاورت کرنے لگے اور اپنے معاملے میں ان سے تقاضا کرنے لگے پس جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ (حضرت فاطمہ کے گھر) تشریف لے گئے یہاں تک کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر خدا کی قسم تمام مخلوق میں ہمیں تمہارے والد سے زیادہ کوئی محبوب نہیں اور آپ ﷺ کے بعد ہمیں آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ کلام فرمایا، پھر حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ حضرات ہدایت یافتہ ہو کر لوٹ جائیں، اور جب تک ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی یہ حضرات، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس نہیں آئے۔

اسی طرح امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ نقل کرتے ہیں: حدثنا عبدالسلام بن حرب،عن عُبيد الله بن عمر،عن زيد بن أسلَم،عن أبيه،عن عمر رضى الله عنه،أنّه دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنت رَسُول اللهﷺ فَقَالَ:يَا فَاطِمَةَ،وَاللهِ مَا رَأيتُ أحداً أحَبُّ إلَى رُسُولِ اللهِﷺ مِنكَ،وَاللهِ مَا كَانَ أحَد مِنَ النَاسِ بَعدَ أَبِيكَﷺ

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنكَ.(المستدرك للحاكم،كتاب معرفة الصحابة، و من مناقب اهل بيت رسول اللهﷺ،كان أحبَّ النساء إلى النبي فاطمة، برقم:٤٧٨٩، ٤/ ١٣٩،مطبوعة: دار المعرفة،بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م)

یعنی: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: کہ اے فاطمہ، قسم اللہ کی! میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ سے زیادہ محبت کرتے کسی کو نہیں دیکھا، قسم اللہ کی! آپ کے والد ماجد ﷺ کے بعد مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ آپ محبوب ہیں۔

مذکور دونوں احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ "مُصَنَّف ابن ابی شیبہ" والی حدیث کے الفاظ میں تضاد پایا جارہا ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث کی کُتب معتبرہ میں مختلف عنوان پر موجود کُتب میں یہ حدیث مذکور ہے ان میں بھی گھر جلانے کے الفاظ موجود ہی نہیں ہیں۔ ان کُتب مذکور کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(1) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ،المؤلف:أبو عمر محمد بن عبد البر،متوفى:٤٦٣هـ،باب حرف العين،١٦٥١ - عبدالله بن أبي قحافة،٣/ ١٠٠ ،مطبوعة:دار الكتب العلمية، بيروت.

(2) الكتاب:تاريخ بغداد،المؤلف:علي بن ثابت الخطيب البغدادي،متوفى:٤٦٣هـ،برقم:٢٦١٥، ٤/ ٢٠٨ ،مطبوعة:دار الفكر ،بيروت.

(3) الكتاب:الآحادو المثاني،المؤلف:عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني متوفى:٢٨٧هـ،فاطمة ابنة رسول اللهﷺ،برقم:١٠٥٥ ،ص:٥٨٥ ،مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

تیسری وجہ روایت کے غیر مقبول ہونے کی یہ ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کو دھمکی دینے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ اسی حدیث اور دیگر احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ کے الفاظ مذکور ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا ہمیں سب سے زیادہ محبوب ہیں جن کو سب سے زیادہ محبوب کہیں ان کے سامنے انہی کو دھمکی دینے والے الفاظ کہنا۔ کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ جبکہ کلامِ باری تعالیٰ میں اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کی آپسی محبت کو بڑے نفیس انداز میں ذکر فرمایا ہے۔

چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (سورة الفتح، ٤٨/ ٢٩) ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ کنز الایمان

اور حدیث صحیح کے مطابق بھی ان نفوس قدسیہ کے مابین اتنی محبتیں تھیں کہ جن کا بیان کرنا ناممکن ہے مگر دلیل کے طور ایک حدیث مبارکہ پیش کررہا ہوں۔ تاکہ اطمنانِ قلب ہو جائے۔

چناں چہ شیخ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفیٰ ۲۵۶ھ اپنی سند سے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے عرض کی: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِﷺ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. (صحيح البخاری، كتاب فضائل أصحاب النبيﷺ،باب:قول النبيﷺ(لو كنت متخذا خليلا)، برقم:٣٦٧١، ٢/ ٤٥٥ ،مطبوعة:دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م)

یعنی: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر۔

اوراگر حقیقت میں ایسا ہوتا تو شاہ خیبر شکن اشجعُ الاشجَعین، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ضرور غیرت کا مظاہرہ کرتے حالانکہ تمام کُتب اس بارے میں خاموش ہیں۔اور اگر یہ واقعہ یوں ہی ہوتا جیسا کہ "مصنف ابن ابی شیبہ "میں لکھا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرور غیرت کا مظاہرہ کرتے جبکہ ایسا کچھ نہیں ہوا، اگر ایسا کچھ ہوا ہوتا تو آپ کبھی بھی حضرت خاتونِ جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ دیتے اور کبھی یہ ارشاد نہ فرماتے: چناں چہ علامہ حسن بن علی بن ھبۃ اللہ بن عساکر متوفیٰ ۵۷۱ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن اَبی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لاَ أَجِدُ أَحَداً فَضلَنِي عَلَى أَبِي بَكرٍ وَ عُمَرَ إلاّ جَلدَتُهُ حَدَ المُفتَرى.(تاریخ مدینة دمشق،عبداللہ و یقال عتیق بن عثمان، ابو بکر الصدیق خلیفة الرسولﷺ، ۳۰/ ۳۸۳،مطبوعة:دار الفکر، بیروت، الطبع:۱٤۱۵ھ—۱۹۹۵م)(الصوعق المحرقه،ص:۸٤، الباب الثالث، فی بیان افضلية ابی بکر علی سائر...إلخ، الفصل الاول فی ذکر افضليتهم...إلخ،مطبوعة:النوریہ الرضویه،لاهور،الطبعة الأولی:۱٤۳۳ھ—۲۰۱۲م)

یعنی: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

اور امام عبد الرزاق بن ہمام متوفیٰ ۲۱۱ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تَزَوجَ عُمَرُ بنُ الخَطابِ أَمِ كُلثُومِ بِنت عَلِي بن أَبِي طَالِب.(المصنّف لعبد الرزاق،کتاب النکاح، باب:نکاح الصغیرین،برقم:۱۰۳۹۳، 6/ ۱۶۳،مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۱ھ، ۲۰۰۰م)

یعنی: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ:

ابو التراب محمد عباد القادری النّعیمی
مُتخصص فِی الفِقہِ الاسلامی
جمعیة إشاعة أهل السنة (پاکستان)، کراتشی
۲۷ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ، ۲۸، جنوری ۲۰۲۵م
TF-2057

الجواب صحیح

الدکتور المفتی محمد عطاء اللہ النّعیمی
شیخ الحدیث جامعة النّور ورئیس دار الإفتاء النّور
جمعیة إشاعة أهل السنة (پاکستان)، کراتشی

الجواب صحیح

المفتی محمد جنید العطاری النّعیمی
دار الإفتاء
جمعیة إشاعة أهل السنة (پاکستان)

دار الإفتاء